150807 ـ حج كى ادائيگى مہر مقرر كيا گيا ليكن رخصتى كے بعد طلاق دے دى تو مہر كيسے ادا كيا جائيگا ؟

سوال

ميں ايك عرب ملك سے تعلق ركھتا اور يورپ ميں رہائش پذير ہوں، ميرا يورپين مسلمان لڑكى سے تعارف ہوا اور ميں نے رمضان المبارك ميں اس سے شادى كر لى، لڑكى نے بطور مہر حج پر جانے كا مطالبہ كيا، ليكن ہمارى يہ شادى صرف دو يوم تك ہى رہى.
ہمارى عليحدگى كا سبب يہ تھا كہ ميں اس كى جنسى رغبت پورى نہيں كر سكا، كيونكہ ميرے اندر اس كى درايت نہ تھى اور پھر جنسى ثقافت كى بھى كمى تھى، پہلى اور دوسرى رات ہمارے درميان جو كچھ ہوا بيوى نے وہ سب كچھ اپنے دوست و احباب كو بتا ديا، جب ميں نے اس كے متعلق دريافت كيا تو اس نے مجھے گھر سے نكال باہر كيا، بعد ميں انكشاف ہوا كہ وہ نہ تو رمضان ميں روزے ركھتى تھى، بلكہ منگنى كے دوران اس كے ايك دوست سے تعلقات بھى قائم تھے اور اس سے زنا كى بھى مرتكب ہوئى ہے.
ميرا سوال يہ ہے كہ آيا ميرے ليے اسے اس كا مہر دينا جائز ہے ، يا كہ ميں اسے حج كے اخراجات ادا كروں يا اس سے معاملہ ميں تجاہل اختيار كر لوں، اس سلسلہ ميں مجھے كوئى نصيحت فرمائيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر آپ نے بيوى كو رخصتى و دخول كے بعد طلاق دى ہے تو آپ كے ليے اسے پورا مہر دينا لازم ہے؛ جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

تو تم ان سے جو فائدہ اٹھاؤ تو تم انہيں ان كے مقرر شدہ مہر ادا كرو .

اور ايك دوسرے مقام پر اللہ رب العزت كا فرمان ہے:

اور عورتوں كو ان كے مہر خوشدلى سے ادا كر دو .

اور ايك مقام پر فرمان بارى تعالى اس طرح ہے:

اور اگر تم كسى بيوى كى جگہ اور بيوى بدل كر لانے كا ارادہ كرو اور تم ان ميں سے كسى ايك كو خزانہ دے چكے ہو تو اس ميں سے كچھ بھى واپس نہ لو، كيا تم اسے بہتان لگا كر اور صريح گناہ كر كے لوگے، اور تم كيسے لو گے جب كہ تم ايك دوسرے سے صحبت كر چكے ہو وہ تم سے پختہ عہد لے چكى ہيں النساء (19 - 20).

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (2378) كے جواب كا مطالعہ كريں.

دوم:

عورت سے شادى كا حج يا عمرہ بطور مہر مقرر كرنے ميں علماء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے، مالكى حضرات اسے جائز قرار ديتے ہيں، اس ليے اگر آپ كے ملك سے حج كے اخرجات ميں كوئى بڑا فرق نہيں يعنى سب كمپنياں تقريبا ايك ہى ريٹ ركھتى ہيں اور اس كے اخراجات معلوم ہيں تو آپ كے ليے اتنا خرچ بيوى كو دينا لازم ہے.

اور اگر اس ميں اچھا خاصہ فرق ہے تو پھر اس صورت ميں بيوى كو مہر مثل دينا ہوگا، يعنى آپ اسے اس كے علاقے كى عورتوں جتنا مہر ادا كريں گے.

سوم:

اس عورت نے رمضان المبارك ميں روزے نہ ركھ كر اور زنا (اگر زنا ثابت ہو جائے) كر كے جو گناہ كا ارتكاب كيا ہے يہ بہت بڑى فحاشى اور گناہ كبيرہ ہے، ليكن ايسا كرنے سے وہ حق مہر سے محروم نہيں ہو جائيگى، ايك شخص نے اپنى بيوى پر زنا كى تہمت لگائى تو لعان كے ذريعہ ان كے مابين علحيدگى كر دى گئى تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" تم دونوں كا حساب اللہ پر، تم دونوں ميں سے ايك جھوٹا ہے، اور تمہيں اس عورت پر كوئى راہ حاصل نہيں "

تو وہ شخص كہنے لگا: ميرا مال ؟

يعنى ميں نے اسے مہر ميں جو مال ادا كيا تھا وہ كہا جائيگا ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تمہيں كوئى مال نہيں ملےگا؛ اگر تم اپنى اس بات ميں سچے تھے تو يہ مال اس كى شرمگاہ حلال كرنے كى بنا پر تھا، اور اگر تم نے اس پر جھوٹا بہتان لگايا ہے تو يہ اور بھى زيادہ بعيد ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (5312) صحيح مسلم حديث نمبر (1493).

امام نووی رحمہ اللہ کی اس شرح میں لکھتے ہیں:

اس میں دخول و رخصتی سے مہر کے استقرار و جوب کی دلیل پائی جاتی ہے، اور جس مدخولہ عورت سے لعان کیا جائے اس کے لیے بھی مہر کی ادائیگی یہ دلیل بنتی ہے، ان دونوں مسئلوں پر علماء کرام متفق ہیں:

اس حدیث میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ: اگر عورت نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے گناہ کا اقرار بھی کر لیا تو بھی مہر ساقط نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: شرح صحیح مسلم (10 / 126).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:

" تو یہ اس کے عوض میں ہے جو آپ نے اس کی شرمگاہ حلال کی ہے "

سے یہ نکلتا ہے کہ اگر لعان کرنے والی عورت لعان کے بعد اپنے آپ کو جھٹلا کر زنا کا اقرار بھی کر لے تو اس پر حد واجب ہوگی؛ لیکن اس سے اس کا مہر ساقط نہیں ہو جائیگا " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (9 / 457).

چہارم:

اگر آپ نے ابھی اسی طلاق نہیں دی اور بیوی کا انحراف اور فحاشی آپ کے سامنے واضح ہوچکی ہے تو آپ طلاق دینے میں جلد بازی سے کام نہ لیں؛ بلکہ اس کی طلاق آپ اس پر موقوف کریں کہ وہ اپنے مہر سے دستبردار ہو جائے یعنی وہ خلع حاصل کرے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم انہیں اس لیے مت روکے رکھو کہ تم نے نہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو، مگر اس صورت میں کہ وہ واضح و کھلی بےحیائی کا ارتکاب کریں .

اور زناکاری واضح و کھلی بےحیائی و فحاشی ہے.

اس لیے اگر عورت زنا کا ارتکاب کرتی ہے تو خاوند کو بیوی پر تنگی کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے خلع

حاصل كرے، اور اسے ادا كرده پورارمہر واپس حاصل كرے.

ديكهيں: تفسير ابن كثير (2 / 241) تفسير السعدى (1 / 172).

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس ليے اگر بيوى واضح فحاشى و بے حيائى كا ارتكاب كرے تو خاوند كو حق حاصل ہے كہ وہ اس پر طلاق مت دے اور اس پر تنگى كرے تا كہ عورت خود فديہ دے كر اپنى جان چھڑائے، امام احمد نے يہى بيان كيا ہے؛ كيونكہ عورت نے زنا كر كے خلع كا مطالبہ كيا ہے، اور نكاح كو خراب كرنے كى كوشش كى ہے؛ اس ليے خاوند كا ايسى بيوى كے ساتھ توبہ كيے بغير رہنا ممكن نہيں، اور نہ ہى صرف زنا كے ساتھ مہر ساقط ہوتا ہے " انتہى

ديكهيں: مجموع الفتاوى (15 / 320).

پنجم:

جب تك دو عادل گواہوں يا پھر بيوى كى جانب سے صريح اعتراف كے ساتھ زنا كا ارتكاب ثابت نہ ہو جائے آپ اس عورت پر زنا كے ارتكاب كى تہمت نہيں لگا سكتے.

مزيد آپ سوال نمبر (94893) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

واللہ اعلم .